مغرب وارتداد کے سانچہ میں ڈھال دینے کا ضروری کام شروع کردیا ہے ان کے بیانات دعاوی دلائل اور دین اسلام سے متعلق حرکات وسکنات بڑے بھدے اور بھونڈے معلوم ہوتے ہیں جن کو ان کے ارادہ وشعور سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ اگرچہ وہ اس بات کا مظاہرہ کرتے ہیں کہ وہ ہر کام سمجھ بوجھ کر کر رہے ہیں اور اپنے مقصد سے واقف ہیں لیکن درحقیقت وہ اپنے مقصد کو سمجھے بغیر زعم خودنمائی اور خودبینی کی دنیا میں گم ہیں۔

ان کے یورپین اور متعفن دماغ میں اسلام کی جو تصویر ہے وہ بالکل مسخ شدہ اور بگڑی ہوئی ہے۔

یہ حکمران جماعت کی ایک وسیع فکری، ثقافتی علمی اور دینی ارتداد کا پیش خیمہ اور مستقبل کا آئینہ ہے جس کا تدارک حکومت کی بڑی سے بڑی انتظامی کامیابی جماعتی تفوق، حکومتی استحکام وسربلندی مضبوط سے مضبوط کرسی اور اقتدار اور عظیم سے عظیم تر سیاسی پالیسی اور کامیاب معاشی صنعتی انقلاب اور نظامی منصوبہ بندی سے بھی نہیں ہوسکتا یہ اتنا بڑا خسارہ ہے جس کے مقابلے میں کوئی خسارہ نہیں اس کا نتیجہ اس کے سوا کچھ نہیں کہ موجودہ حکومت کو بھی اپنے پیشروؤں کی طرح ذلت پر ذلت اپنے مسائل ومقاصد میں ناکامی پر ناکامی کا منہ دیکھنا پڑے اور نتیجۃً وہ بھی حسب روایت دائمی اختلاف وانتشار اور ذلت وادبار کا شکار ہوکر رہ جائیں۔ اور ان پر اللہ تعالیٰ کا یہ قول صادق آئے قل هل ننبئكم بالاخسرين اعمالاً الذين ضلّ سعيهم في الحيوة الدنيا وهم يحسبون انهم يحسنون صنعا اولئك الذين كفروا بايٰت ربهم ولقائه فحبطت اعمالهم فلا نقيم لهم يوم القيمة وزنا۔

اب بھی وقت ہے گورنر پنجاب علی الاعلان توبہ کریں اور حکومت ایسے بیانات سے براءت کا اعلان کرے ورنہ لئن لم ينته لنسفعاً بالناصية ناصية كاذبة خاطئة (الآیۃ)

حسب معمول حکومت نے مالی سال ۹۵-۱۹۹۴ء کا سالانہ بجٹ پیش کردیا ہے۔ بجٹ کا عمومی جائزہ و تجزیہ اور نتائج واثرات کو سامنے رکھ کر کہا جاسکتا ہے کہ اس میں ملک کے نظریاتی اساس کے تحفظ، نظریہ پاکستان کی تکمیل، ملکی معشیت کا سنبھالا اور عام شہریوں کی ضروریات اور ان کے تقاضوں کو ملحوظ رکھ کر ان کے حالات بہتر بنانے کے ٹھوس اقدامات کے سوا سب کچھ ہے۔

ان غلطیہائے تقریر دتشہیر اور تخمینہ ہائے بجٹ وتعبیر کو دیکھ کر یہ گمان یقین میں بدل جاتا ہے کہ ارباب اختیار واقتدار مصلحتوں کا شکار ہیں صداقتوں کو عموماً دفنانے کی کوشش کی جارہی ہے بہتانوں کو اچھالا جارہا ہے تاکہ لوگ مغالطوں کو من وعن تسلیم کرلیں۔ موجودہ حکومت بھی غریبوں کی ہمدردی کے تمام تر دعوؤں کے باوصف لفظاً اور معنیً بے نقاب ہوگئی ہے اس کے مستقبل کے تمام سیاسی خدوخال آشکارا ہوگئے ہیں

اور اب مسلمان یہ محسوس کرتے ہیں کہ اس کا وجود ان کی وحدت ملکی استحکام، قومی معیشت اور اسلام کی مرکزیت کے لیے مہلک و مضر ہے۔

جس زمانہ سے ہم گزر رہے ہیں یہ پراپیگنڈہ کا دور ہے اور پراپیگنڈہ ایک ایسا لفظ ہے کہ دوسری تمام زبانیں اس وسیع المعنی لفظ کا مترادف نہیں پیدا کر سکی ہیں۔ اکثر جھوٹ ملمع سازوں کی بدولت سونا ہو کر چمک اٹھتے ہیں۔ اس زمانہ کی بے شمار حقیقتیں فریب پہ استوار ہوئی ہیں۔

یہ قرطاس و قلم اور الیکٹرانک میڈیا کی رونقوں کا زمانہ ہے طلاقت لسانی اور چرب زبانی اس کا جوہر ہے حقائق و بصائر کے اعتراف کا دور نہیں۔ تاریخ کی جگہ افسانہ، تذکرہ کی جگہ کہانی، واقعات کی جگہ قیاسات اور حقائق کی جگہ بناوٹوں نے لے لی ہے۔

ہم یہ بھی سمجھتے ہیں کہ ہماری آواز نقار خانے میں طوطی کی آواز کے مشابہ ہے مگر بات بہر حال یہی ہے، سچ بولنا بڑا خطرناک ہے سچ سے زیادہ کوئی شی کڑوی نہیں سچ بہر حال سچ ہے لیکن ہر وقت اور ہر مقام پر سچ بولنا بالخصوص سیاسیات میں مہلک بھی ہے اور مضر بھی سچ کے لئے ہمیشہ دو کی ضرورت ہے ایک وہ جو سچ بولے دوسرا وہ جو سچ سنے، سچ تب ہی مکمل ہوتا ہے یہاں سچ بولنے والے کم ہیں لیکن سچ سننے والے کمیاب بلکہ نایاب اکثر سچائیاں اس لیے ناکام ہو گئیں کہ ان کے پاس طاقت نہ تھی بیشتر جھوٹ اس لیے سچ ہو گئے کہ انہیں طاقت نے پروان چڑھایا۔ بجٹ تقریر اور ارباب اقتدار کے قصیدے سن سن کر یہ حقیقت ابھر ابھر کر سامنے آرہی ہے کہ آج کل بھی سچائی قوت کی مرضی اور حق طاقت کی خواہش کا نام ہو گیا ہے بلاشبہ ہم آزاد ہیں اور قومی معیشت میں اپنے پاؤں پر کھڑے ہونے کے دعویدار ہیں مگر ہماری نظریاتی اساس، ہماری آزاد معیشت ہمارا قومی وقار اور ہمارا ملی تشخص ناقہ ترقی و استحکام کے محمل سے اغوا کر لیا گیا ہے اور اغوا بھی ان لوگوں نے کیا ہے۔ جن کا ضمیر و خمیر مغربی فکر و فلسفہ کی یلغار اور امریکی استعمار کے ہاتھوں مکمل طور پر رہن ہو چکا ہے۔ ایسے حالات میں کیا کسی خیر کی توقع کی جا سکتی ہے کیا بجٹ میں کسی بھی عنوان سے قوم کو یہ باور کرایا جا سکتا ہے جس میں دین اسلام کے نفاذ و ترویج اور کم از کم تعلیم و تبلیغ، نظریاتی اساس کی پاسداری ملی تشخص کے بقا و امتیاز اور غریب شہریوں کی معیشت کے استحکام کا کوئی مثبت پہلو نکلتا ہو۔

ے وہ خود بتائیں کہ روشن ہے آفتاب کہاں
مجھے یہ ضد بھی نہیں ہے کہ دن کو رات کہوں

(عبدالقیوم حقانی)